۴

کھدّر کا کفن

خواجہ احمد عبّاس

پہلی بات

ہمارا ملک ۱۵/اگست ۱۹۴۷ء کو انگریزوں کی غلامی سے آزاد ہوا۔ ملک کو آزادی دلانے میں بڑی بڑی ہستیوں نے تو حصہ لیا لیکن عوام بھی اس جدو جہد میں پیچھے نہیں تھے۔ انھوں نے آزادی کے حصول کے لیے اپنی حیثیت کے مطابق تعاون کیا۔ اس سبق میں ایک غریب بڑھیا کی آزادی کی چاہت کو بیان کیا گیا ہے جس نے وطن کی محبت میں آزادی کی جنگ کے لیے اپنی ساری پونجی قربان کردی تھی۔ یہ پونجی اس کے بڑھاپے کا آخری سہارا تھی۔ اس کی خواہش تھی کہ مرنے کے بعد اسے کھدر کا کفن دیا جائے۔

جان پہچان

اس کہانی کے مصنف خواجہ احمد عباس خود ملک کی آزادی کی تحریک میں شامل رہے۔ عوامی جدو جہد کے تجربے کو انھوں نے بڑے مؤثر انداز میں لکھا ہے۔ خواجہ احمد عباس ۷/جون ۱۹۱۴ء کو پانی پت میں پیدا ہوئے۔ وہ طالب علمی کے زمانے ہی میں صحافت سے منسلک ہوگئے تھے۔ وہ کئی اخبارات کے صحافی رہے۔ بیس برس تک انھوں نے ہندی اور اُردو ہفتہ وار بلٹز میں 'آزاد قلم' کے عنوان سے کالم لکھا۔ مصنف نے ۲۵ سال کی عمر ہی میں سمندری جہاز کے ذریعے سترہ ممالک کی سیر کی۔ اس سفر کی روداد 'مسافر کی ڈائری' کے نام سے چھپ چکی ہے۔ انھوں نے ستّر سے زائد کتابیں لکھیں۔ ان کی اہم کتابیں 'زعفران کے پھول'، 'میں کون ہوں'، 'گیہوں اور گلاب'، 'نئی دھرتی نئے انسان' ہیں۔ یکم جون ۱۹۸۸ء کو ممبئی میں اُن کا انتقال ہوا۔

تیس برس کی بات ہے جب میں بالکل بچہ تھا۔ ہمارے پڑوس میں ایک غریب بوڑھی جُلاہی رہتی تھی۔ اس کا نام تو حکیمن تھا مگر لوگ اسے حکّو کہہ کر پکارتے تھے۔ اس وقت شاید ساٹھ برس اس کی عمر ہوگی، وہ جوانی میں وِدھوا ہوگئی تھی اور عمر بھر اپنے ہاتھ سے کام کرکے اس نے اپنے بچوں کو پالا تھا۔ بوڑھی ہوکر بھی وہ سورج نکلنے سے پہلے اُٹھتی تھی، گرمی ہو یا جاڑا۔ ابھی ہم اپنے لحافوں میں دُبکے پڑے ہوتے کہ اس کے گھر سے چکّی کی آواز آنی شروع ہوجاتی۔ دن بھر وہ جھاڑو دیتی، چرخہ کاتتی، کپڑا بُنتی، کھانا پکاتی، اپنے لڑکے لڑکیوں، پوتوں اور نواسوں کے کپڑے دھوتی۔ اس کا گھر بہت ہی چھوٹا تھا۔ ہمارے اتنے بڑے آنگن والے گھر کے مقابلے میں وہ جوتے کے ڈبے جیسا لگتا تھا۔ دو کوٹھریاں، ایک پتلا سا دالان اور نام کے واسطے دو تین گز لمبا صحن مگر وہ اسے اتنا صاف ستھرا اور ایسا لِپا پُتا رکھتی تھی کہ سارے محلے میں مشہور تھا کہ حکو کے گھر کے فرش پر کھیلیں بکھیر کر کھا سکتے ہیں۔

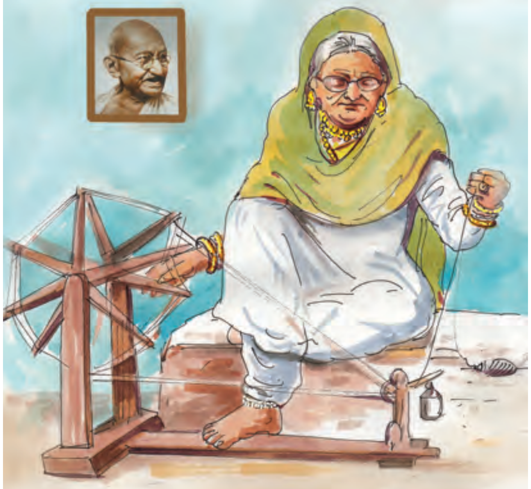

صبح سویرے سے لے کر رات گئے تک وہ کام کرتی تھی۔ پھر بھی جب کبھی حکّو ہمارے گھر آتی، ہم اسے ہشّاش بشّاش ہی پاتے۔ بڑی ہنس مکھ تھی وہ۔ مجھے اس کی صورت اب تک یاد ہے۔ گہرا سانولا رنگ جس پر اُس کے سفید بگلا سے بال خوب کِھلتے تھے۔ اس کی کاٹھی بڑی مضبوط تھی۔ اس کی کمر مرتے دم تک نہیں جھکی۔ آخری دنوں میں اس کے کئی دانت ٹوٹ گئے تھے جس سے بولنے میں پوپلے پن کا انداز آ گیا تھا۔ وہ ہمیں جِنوں اور پریوں کی کہانیاں سناتی۔ اپنا سارا کاروبار خود چلاتی تھی۔ حکّو پڑھی لکھی بالکل نہیں

تھی، نہ اُس نے عورتوں مردوں کی برابری کا اصول سنا تھا۔ پھر بھی حکّو نہ کسی مرد سے ڈرتی تھی نہ کسی امیر، رئیس، افسر یا داروغہ سے۔

حکّو نے عمر بھر محنت کر کے اپنے بال بچوں کے لیے تھوڑے بہت پیسے جمع کیے تھے۔ بے چاری نے تو بینک کا نام بھی نہ سنا تھا۔ اس کی ساری پونجی جو شاید سو دو سو روپے ہو، چاندی کے گہنوں کی شکل میں اس کے کانوں، گلے اور ہاتھ میں پڑی ہوئی تھی۔ چاندی کی بالیوں سے اُس کے جُھکے ہوئے کان مجھے اب تک یاد ہیں۔ ان گہنوں کو وہ جان سے بھی زیادہ عزیز رکھتی تھی کیوں کہ یہی اس کے بڑھاپے کا سہارا تھے مگر ایک دن سب محلے والوں نے دیکھا: نہ حکو کے کان میں بالیاں ہیں، نہ اس کے گلے میں ہنسلی، نہ اس کے ہاتھوں میں کڑے اور چوڑیاں، پھر بھی اس کے چہرے پر وہی پرانی مسکراہٹ تھی اور کمر میں نام کو خم نہیں۔

ہوا یہ کہ ان دنوں مہاتما گاندھی، علی برادران کے ساتھ پانی پت آئے۔ ہمارے نانا کے مکان میں انھوں نے تقریریں کیں سوراج کے بارے میں۔ حکّو بھی ایک کونے میں بیٹھی سنتی رہی۔ بعد میں چندہ جمع کیا گیا تو اُس نے اپنا سارا زیور اُتار کر اُن کی جھولی میں ڈال دیا۔ اُس کی دیکھا دیکھی اور عورتوں نے بھی اپنے اپنے زیور اُتار کر چندے میں دے دیے۔

اُس دن سے حکّو ہمارے ہاں آ کر نانا ابّا سے خبریں سنا کرتی اور اکثر پوچھتی، "یہ انگریزوں کا راج کب ختم ہوگا؟" کانگریس کے جلسے ہوتے تو ان میں بڑے چاؤ سے جاتی اور اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق سیاسی تحریک کو سمجھنے کی کوشش کرتی مگر عمر بھر کی محنت سے اس کا جسم کھوکھلا ہو چکا تھا۔ پہلے آنکھوں نے جواب دیا، پھر ہاتھ پاؤں نے..... حکو نے گھر سے نکلنا بند کر دیا مگر چرخہ کا تنا نہ چھوڑا۔ عمر بھر کی مشق کے سہارے آنکھوں کے بغیر بھی وہ کپڑا بُن لیتی۔ بیٹوں نے منع کیا تو اس نے کہا کہ وہ یہ کھدّر اپنے کفن کے لیے بُن رہی ہے۔

پھر حکّو مر گئی۔ اس کی آخری وصیت یہ تھی کہ "مجھے میرے بُنے ہوئے کھدّر کا کفن دینا۔ اگر انگریزی کپڑے کا دیا تو میری روح کو کبھی چین نصیب نہ ہوگا۔" اُن دنوں کفن لٹّھے کے دیے جاتے تھے۔ کھدر کا پہلا کفن حکو ہی کو ملا۔ اس کا جنازہ اُٹھا تو جنازے میں اس کے چند رشتے دار اور دو تین پڑوسی تھے۔ نہ جلوس نہ پھول، نہ جھنڈے، بس ایک کھدّر کا کفن۔

معنی و اشارات

کھدّر	-	ہتھ کرگھے پر بُنا ہوا کپڑا، کھادی
کھیلیں	-	اناج کے دانے جو بھُونے جانے پر کھل جائیں مثلاً مُرمُرے، پاپ کارن
ہشّاش بشّاش	-	بہت خوش
کاٹھی	-	جسم کی بناوٹ
ہنسلی	-	ایک قسم کا زیور جو گلے میں پہنا جاتا ہے۔
علی برادران	-	مولانا شوکت علی اور مولانا محمد علی جوہر
پُونجی	-	دولت
خم	-	جھکاؤ
لٹّھا	-	ایک قسم کا سوتی کپڑا جو انگلستان سے آتا تھا۔

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے :

ا۔ مصنف کس عنوان سے ’بلٹز‘ میں کالم لکھا کرتے تھے؟

۲۔ لوگ حکیمن کو کس نام سے پکارتے تھے؟

۳۔ مصنف کے گھر کے مقابلے میں حکیمن کا گھر کیسا تھا؟

۴۔ صبح صبح حکیمن کے گھر سے کس چیز کی آواز آتی تھی؟

۵۔ حکیمن نے چندے میں کیا دِیا؟

۶۔ حکیمن اکثر کیا پوچھتی رہتی تھی؟

مختصر جواب لکھیے :

ا۔ ایک دن محلے والوں نے حکیمن کو کس حالت میں دیکھا؟

۲۔ بڑھاپے میں بھی حکیمن نے چرخہ کاتنا کیوں نہیں چھوڑا؟

۳۔ حکیمن کی آخری وصیت کیا تھی؟

ذیل کے الفاظ مکمل کر کے انھیں جملوں میں استعمال کیجیے : مثال - صاف : صاف ستھرا : حکّو اپنے آنگن کو صاف ستھرا رکھتی تھی۔

ا۔ لِپا ۲۔ ہشاش ۳۔ پڑھی ۴۔ سوجھ ۵۔ صبح

درجہ بندی

قدرتی دھاگوں اور مصنوعی دھاگوں سے بننے والے کپڑوں کو الگ الگ خانوں میں لکھیے :

نائیلون ، سوت ، اون ، ٹیریلین ، ریشم ، پالِسٹر

ترتیب دیجیے

سبق کے درج ذیل الفاظ کی مدد سے صحیح جملے بنائیے :

ا۔ تھے تھوڑے حکو نے عمر بھر محنت کر کے جمع کیے بہت پیسے اپنے کے لیے بال بچوں۔

۲۔ مکان میں کے تقریریں ہمارے نانا کیں انھوں نے۔

۳۔ تھی جان وہ ان بھی گہنوں کو عزیز رکھتی سے زیادہ۔

۴۔ اس نے ڈال دیا جھولی میں ان کی اُتار کر اپنا سارا زیور۔

ذیل کے جملے پڑھیے۔ جن الفاظ کے نیچے خط کھینچا ہوا ہے ان کی ضد استعمال کر کے جملہ دوبارہ لکھیے۔

اس بات کا خیال رہے کہ جملے کا مفہوم نہ بدلے۔ مثال : اس کا گھر بڑا نہیں تھا۔ اس کا گھر چھوٹا تھا۔

ا۔ وہ بہت خوش تھی۔

۲۔ حکّو بہت محنتی تھی۔

۳۔ راشد اچھا لڑکا ہے۔

۴۔ وہ پڑھا لکھا نہیں ہے۔

ذیل میں مختلف کاروبار کرنے والے افراد کے نام دیے گئے ہیں۔ خالی جگہوں میں کسی ایک آلے/اوزار کا نام لکھیے۔

مثال : جُلاہا - کرگھا

۱۔ کسان - ....　　۲۔ ڈاکٹر - ....　　۳۔ ماہی گیر - ....

۴۔ ملّاح - ....　　۵۔ لوہار - ....　　۶۔ درزی - ....

لفظوں کا کھیل

۱۔ جماعت کے تمام طلبہ کو دو گروپ میں تقسیم کریں۔

۲۔ پہلے گروپ کا طالب علم بورڈ پر تین، چار یا پانچ حرفی ایک لفظ لکھے۔ دوسرے گروپ کا کوئی طالب علم اس لفظ کے آخری حرف سے بننے والا لفظ اس کے آگے لکھے۔ اس کے بعد پہلے گروپ سے کوئی اور طالب علم اس لفظ کے آخری حرف سے بننے والا اگلا لفظ لکھے۔ **مثال :** درزی - یقین - نرم

دیے ہوئے الفاظ کو حکیمن سے جوڑتے ہوئے سبق کی مدد سے جملے لکھیے۔ **مثال :** حکیمن اپنا کاروبار خود چلاتی تھی۔

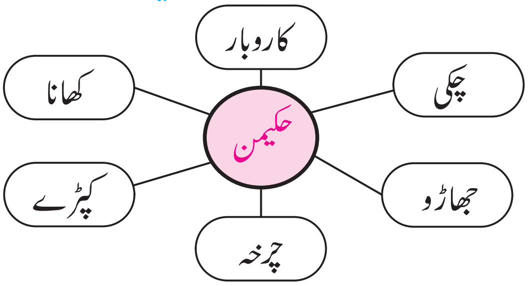

ذیل کے ہر لفظ کے سامنے تین الفاظ دیے ہوئے ہیں جن میں سے ایک اس لفظ کا ہم معنی ہے۔ اسے شناخت کرکے اس کے گرد دائرہ بنائیے:

مثال : غریب - امیر ، (نادار) ، دولت مند

۱۔ ہنس مکھ - خوش مزاج ، بدمزاج ، تنگ مزاج

۲۔ پھول - پتّا ، کانٹا ، گل

۳۔ سبز - سرخ ، ہرا ، نیلا

۴۔ مہذب - تہذیب یافتہ ، بداخلاق ، بدتہذیب

زورِ قلم

اپنے استاد کے ساتھ کسی گاؤں کی سیر کو جائیے اور وہاں کی زندگی کا مشاہدہ کرکے اس پر دس جملے لکھیے۔

ABD9CY

سرگرمی / منصوبہ :

۱۔ گاندھی جی اور علی برادران کے علاوہ تین دوسرے مجاہدینِ آزادی کے نام لکھیے۔

۲۔ اپنے استاد/سرپرست سے معلوم کیجیے کہ اس سبق میں ہندوستانی تاریخ کے کس واقعے کی طرف اشارہ ہے۔

حروفِ تہجی :

ذیل کے حروف کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں:

ا	ب	ج	د
घ	ग	ख	क
D	C	B	A

یہ زبان کی بنیادی آوازوں کی علامتیں ہیں۔ ان کے علاوہ بھی بہت سی علامتیں زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔ انھیں حروفِ تہجی کہا جاتا ہے۔ حروف کی علامتیں زبان کو لکھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ آزادانہ طور پر ان کے کچھ معنی نہیں ہوتے مگر بولے جانے والے لفظوں اور جملوں کے معنی لکھی ہوئی شکل میں ان علامتوں کے ذریعے پڑھنے والے کی سمجھ میں آ جاتے ہیں۔ ہر زبان میں حروفِ تہجی کی تعداد مختلف ہوتی ہے۔ اُردو میں سینتیس حروف ہیں جن کی مدد سے بولی جانے والی زبان کو لکھا جا سکتا ہے۔ پہلی جماعت میں اُردو کی تمام آوازوں اور ان کی علامتوں کا تعارف کیا جا چکا ہے۔ یہاں ان کی قسمیں معلوم کرنے کے لیے انھیں زبان سے ادا کرنے کی ضرورت ہے۔

ذیل کے حروف کو ادا کیجیے:

ب بھ   پ پھ   ت تھ

ج جھ   چ چھ   ک کھ

د ڈ ر ز س ش ل م ن

آپ نے دیکھا کہ ان حروف کو زبان سے ادا کرتے وقت منہ سے نکلنے والی آواز ہونٹ یا زبان یا دانت سے ٹکراتی ضرور ہے۔ ایسی آوازوں یا حروف کو **حروفِ صحیح** کہا جاتا ہے۔

اب ان آوازوں کو ادا کیجیے:

آ ، اے ، او ، ای

ان آوازوں کو منہ سے ادا کریں تو آواز زبان دانت یا ہونٹ وغیرہ سے بالکل نہیں ٹکراتی۔ ایسی آوازوں کو اُردو میں ا، و، ی سے لکھا جاتا ہے۔ یہ تینوں علامتیں **حروفِ علت** کہلاتی ہیں۔ ان کے لیے کبھی زیر، زبر اور پیش سے بھی کام لیا جاتا ہے جن کے بارے میں آپ پچھلی جماعتوں میں پڑھ چکے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حروفِ تہجی کی دو قسمیں ہیں۔ اسے ذیل کی مثال سے سمجھا جا سکتا ہے مثلاً لفظ 'کام' میں 'ک' اور 'م' حروفِ صحیح ہیں اور 'ا' حرفِ علت۔ اسی طرح لفظ 'دوستی' میں 'د'، 'س'، 'ت' حروفِ صحیح اور 'و' اور 'ی' حروفِ علت ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ ا، و، ی حروفِ صحیح کی طرح بھی استعمال کیے جاتے ہیں، جیسے الفاظ 'اکبر'، 'ورق' اور 'یاد' میں ا، و، ی جو الفاظ کے شروع میں آئے ہیں۔